سلسلہ **دعوات عبدیت** کے

حصہ اول کا پانچواں وعظ

استخفاف المعاصی

منجملہ ارشادات

حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ عالم ربانی مولانا و مقتدانا حاجی حافظ
قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی فاروقی چشتی حنفی قدس سرہ

بہ تصحیح

محمد سراج الحق مچھلی شہری

ناشر۔ مکتبہ جامی و اخوانہ حسن منزل الہ آباد

باہتمام عبدالمجید اسرار کریمی پریس الہ آباد میں چھپا

جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ   دسمبر ۱۹۵۴ء

قیمت ۱؍

مواعظ اشرفیہ

فہرست مضامین وعظ استخفاف المعاصی

وعظ نمبر ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استخفاف المعاصی

(المعصیۃ والبدعۃ)

این	متیٰ	کم	کیف	ماذا	من ضبط	المستمعون	اشتات
کہاں ہوا	کب ہوا	کتنا ہوا	کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر	کیا مضمون تھا	کس نے لکھا	سامعین کی تخمینی تعداد	متفرقات
رامپور منہاران برمکان قاضی رضا صاحب	۳ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ بعد نماز عشاء	ڈھائی گھنٹہ	کھڑے ہو کر	گناہ کو ہلکا سمجھنے کی مذمت	مولوی نور حسین صاحب پنجابی		

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمدًا عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم **اما بعد** فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اذ تلقونہ بالسنتکم و تقولون بافواھکم ما لیس لکم بہ علم و تحسبونہ ھینا و ھو عند اللہ عظیم۔

یہ سورۂ نور کی آیتیں ہیں ان میں ایک خاص گناہ کو ہلکا سمجھنے کی مذمت بیان کی گئی ہے وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم اس میں نص ہے یہ قصہ افک کا ہے اس میں تہمت اور بہتان کا بیان ہے اور اسکو ہلکا سمجھنے پر توبیخ ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا خاص اسی گناہ کو جیسا کہ مقتضا سبب نزول کا ہے یا ہر گناہ کو جبکہ وہ کبیرہ ہو ہلکا سمجھنا برا اور مذموم ہے۔ سو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تخصیص کسی گناہ کی نہیں کیونکہ سبب نزول سے تو جگہ کی تخصیص ہوا ہی نہیں کرتی۔ رہا شبہ تخصیص کا عظیم سے سو ہر گناہ گو وہ صغیرہ ہو اپنی حقیقت کے اعتبار سے عظیم ہی ہے کیونکہ حقیقت گناہ کی نافرمانی ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی۔ اور ظاہر ہے کہ نافرمانی گو کسی قسم کی ہو نزیادہ ہی بری ہے اور گناہوں کے درجات میں جو چھٹائی بڑائی کا تفاوت ہے وہ ایک امر اضافی ہے کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے اور دوسرا اس سے چھوٹا ورنہ اصل حقیقت کے اعتبار سے سب گناہ بڑے ہی ہیں۔ کسی کو ہلکا نہ سمجھنا چاہئے۔ اس

چھوٹے بڑے ہونے کی ایسی مثال ہے کہ جیسے آسمانِ دنیا عرش سے تو چھوٹا ہے مگر درحقیقت کوئی چھوٹی چیز نہیں۔ دوسری مثال ناپاکی اور پلیدی کی ہے کہ پلیدی چاہے تھوڑی ہو یا بہت مگر حقیقت تو دونوں کی پلیدی ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ جتنی کسی کی عظمت اور احسان ہوتا ہے۔ اتنی ہی اُس کی نافرمانی کرنا بُری بات ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور احسان کے برابر نہ کسی کی عظمت نہ کسی کا احسان۔ تو اُسکی نافرمانی سب سے زیادہ بُری ہوگی پس وہ اپنی اس حقیقت اور مقتضیٰ کے اعتبار سے عظیم ہی ہوگی اور اسکا مقتضا یہ تھا کہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا جاتا مگر اس جزا کے چند اسباب ہیں بعضے گناہ کو تو صغیرہ سمجھ کر ارتکاب کر لیا جاتا ہے حالانکہ اسی راز کی وجہ سے فقہاء نے لکھا ہے کہ استخفاف گناہ کفر ہے گو چھوٹا ہی ہو غرض خدا تعالیٰ کی ہر نافرمانی عظیم ہی ہے اس اعتبار سے ہیّن سمجھنے کی توبیخ ہر گناہ کو عام ہوئی۔ گناہ کی مثال تو آگ کی سی ہے۔ ایک چنگاری بھی مکان جلانے کے لئے کافی ہے اور بڑا انگارہ بھی۔ پس صغیرہ چنگاری ہے اور کبیرہ بڑا انگارہ پس عمل کرنے کے لئے یہ پوچھنا کہ یہ صغیرہ ہے یا کبیرہ شبہ میں ڈالتا ہے کہ اگر کبیرہ ہوگا تو بچیں گے اور صغیرہ ہوا تو خیر تو ہم ایسے شخص سے اجازت لیتے ہیں کہ لاؤ تمہارے چھپر میں چھوٹی سی چنگاری رکھ دیں اگر یہ ناگوار ہے تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیسے گوارا ہے وہ چنگاری گو چھوٹی ہو مگر پھیلتے پھیلتے انگارہ ہی ہو جائے گا۔ اسی طرح آدمی اول صغیرہ کرتا ہے اور وہ چھوٹتا نہیں۔ اس اصرار سے وہ صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور زیادہ مدت تک کرتے رہنے سے اُسکو ہلکا ہی سمجھنے لگ جاتا ہے اور وہ اس جہت سے کبیرہ ہو جاتا ہے یعنی بعضے توبہ کے بھروسے گناہ کرتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے کیونکہ گناہ کی جب عادت ہو جاتی ہے پھر توبہ بھی مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ نئے گناہ سے جن کی ابھی لذت نہیں رچی توبہ کرنا آسان ہے اور عادت والے گناہ سے توبہ بہت مشکل ہے۔ علاوہ اس کے جب چھوٹے گناہوں سے اجتناب نہیں کیا جاتا ہے تو طبیعت بیباک ہو جاتی ہے اور دل کھل جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ کبیرہ بھی ہونے لگتے ہیں۔ جیسے صاف کپڑے کو بارش میں کیچڑ وغیرہ سے بچایا جاتا ہے اور جب بہت چھینٹے پڑ جاتے ہیں تو پھر دامن کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ کپڑا بالکل خراب ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی گناہ کا معاملہ ہے کہ جس گناہ کی طبیعت عادی ہو جاتی ہے وہ پُرانا ہو جاتا ہے اور چھوٹتا نہیں۔ مثلاً زمینداروں کا شنکاروں وغیرہ میں یہ گناہ بمنزلہ عادت ہو گئے۔ غصب۔ ظلم۔ بیع باطل جیسے آم اور بیر کی بیع متعارف اور یتیموں نابالغوں کے مال میں تصرف دیکھ لیجئے یہ گناہ کس طرح سب بے کھٹکے کرتے ہیں اور خیال میں بھی نہیں لاتے۔ البتہ شراب نہیں پئیں گے تو یہ تفاوت اسی عادت

کے ہونے نہ ہونے سے ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ عادت ہو جانے سے اصرار و استخفاف (ہلکا جاننا) بلکہ استحسان (پسند کرنا) کی نوبت آجاتی ہے اس لئے توبہ مشکل ہو جاتی ہے اور اگر ہوتی بھی ہے تو زبانی جیسے کسی نے کہا ہے ؎

سبحہ درکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

(ہاتھ میں تسبیح، زبان پر توبہ اور دل میں گناہ کی لذت بھری ہو ایسی حالت میں ہم استغفار کریں تو اس استغفار پر گناہ کو بھی ہنسی آتی ہے) چنانچہ ان امور متذکرہ بالا سے توبہ تو کیسی اور الٹے ان امور کے ترک کو خلاف ریاست اور ذلت سمجھتے ہیں اور گناہ سے دل برا نہیں ہوتا۔ حالانکہ ایمان کی نشانی یہ ہے اذا سرتک حسنتک وساءتک سیئتک (جب نیکی کرکے دل خوش ہو اور برائی کرکے جی برا ہو تو یہ ایمان کی علامت ہے) غرض توبہ ان وجوہ سے مشکل ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے بھروسہ گناہ کرنا نہایت حماقت ہے مگر بعض نادان پھر بھی دھوکے میں ہیں اور توبہ کے توقع پر گناہوں پر دلیری کرتے ہیں۔ اس شخص کی ایسی مثال ہے کہ اس کے پاس مرہم ہو اور اس کے بھروسے وہ اپنی انگلیاں آگ میں جلالیتا ہو۔ کیا یہ شخص پورا احمق نہیں ہوگا۔ کیا کسی عاقل نے کبھی ایسا کیا ہے جب اس آگ پر دلیری نہیں کی جاسکتی تو دوزخ کی آگ تو اس آگ سے ستر حصہ زیادہ تیز ہے بلکہ مرہم تو پھر بھی من کل الوجوہ اختیاری ہے اور توبہ گو بظاہر اختیاری ہے مگر مرہم کی طرح من کل الوجوہ اختیاری نہیں کیونکہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ التوبۃ ندم جس کو یوں بھی تعبیر کیا ہے وھو تحرق الحشا علی الخطا و تألم القلب علی الاثم پس توبہ اس سوزش اور جلن کو کہتے ہیں (جو گناہ کرنے پر دل میں ہونے لگے) یہ معلوم ہے کہ تألم مقولہ انفعال سے ہے اور وہ اختیار سے خارج ہے البتہ اس پر ایک طالبعلمانہ شبہ ہوتا ہے کہ جب توبہ امر اختیاری نہیں اور حسب الارشاد لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کے غیر اختیاری کی تکلیف دی نہیں گئی تو پھر توبوا کا امر کیوں کیا گیا اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اختیاری کی دو قسم ہیں۔ ایک وہ جو خود اختیار میں ہو۔ ایک وہ جس کے اسباب اختیار میں ہوں سو توبہ بایں معنی اختیاری ہے کہ اس کے اسباب اختیاری ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے عذاب کا مراقبہ سو اس کے کرنے سے عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ ندامت اور تألم قلب جو حقیقت میں توبہ ہے پیدا ہو جاتی ہے لہذا توبوا کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم مطلب یہ ہے کہ اگر ان سے گناہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے عذاب کو یاد کرتے ہیں۔ یہاں پر ذکر اللہ میں مضاف محذوف ہے یعنی ذکروا عذاب اللہ او عظمۃ اللہ اور واقعی اللہ تعالیٰ کی عظمت ایسی ہی چیز ہے کہ اسکے یاد رکھنے سے نافرمانی نہیں ہوسکتی اور وہ ہے بھی قابل یاد رکھنے کے

پس اس کو دل سے بھلا کر اس کی نافرمانی پر کمر باندھ لینا بڑی بیباکی کی بات ہے بعضے منتظر رہتے ہیں کہ فلاں کام کر کے توبہ اور تدارک کر لیں گے حالانکہ ممکن ہے کہ اسکو موانع کے ہجوم سے اتنی مہلت ہی نہ ملے اس لئے اسوقت کے امکان اور فراغت کو غنیمت سمجھو اور جب یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے عذاب کے مراقبہ کرنے سے توبہ نصیب ہوتی ہے تو اب دوسری بات قابل غور ہے کہ اس مراقبہ کے لئے بھی فرصت اور فراغ کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ اس فراغ کی بھی قدر نہیں کرتے حالانکہ وہ بہت بڑی غنیمت چیز ہے حدیث شریف میں ہے اغتنم خمسا قبل خمس اور ان میں سے

(پانچ باتوں سے پہلے پانچ باتیں غنیمت جانو)

ایک یہ ہے فراغك قبل شغلك مشغول آدمیوں کی حالت میں غور کرنے سے فراغ کی قدر معلوم

(کام سے پہلے مہلت)

ہوتی ہے وہ بیچارے ہر وقت بلا میں مبتلا ہیں انکو کوئی وقت فرصت کا اور ایسے سوچ کا نہیں ملتا بس یہ حالت ہے کہ ع چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد۔ فراغ کی قدر کے بارے میں خوب کہا گیا ہے ؎

خوشا روزگارے کہ دارد کسے | کہ بازار حرصش نیا شد بسے
بقدر ضرورت یسارے بود | کند کارے ار مرد کارے بود

(اس شخص کی زندگی بھی کیسی اچھی ہے جسے زیادہ لالچ نہو بس ضرورت بھر کو اسکے پاس مال ہو اور پھر اگر کچھ کرنے کی ہمت ہو تو خدا کا کام کرنے میں دل لگائے)

اور اسی حدیث شریف میں دوسری چیز ہے کہ صحتك قبل سقمك تیسری شبابك قبل هرمك[عہ] نیز حدیث شریف میں ہے من اصبح امنا فی سربه معافا فی جسده وعنده قوت یومه فکانما حیزت له الدنیا بحذافیرها (جس کی صبح اس حالت میں ہو کہ اُسکے قلب میں امن چین ہو بدن تندرست ہو اور اُسکے پاس شام تک کے کھانے کا سامان ہو تو یوں سمجھو کہ اسکے لئے ساری دنیا مع اپنے تمام لوازم کے سمٹ کر آگئی ہے) واقع میں یہی بات ہے کیونکہ اگر زیادہ بھی ہوا تب بھی اسکی قسمت میں تو ہر روز ایک ہی روز کا قوت (روزی) آئے گا پس اس میں یہ اور قلیل والا بس برابر ہوا ؎

گر بریزی بحر را در کوزۂ | چند گنجد قسمت یک روزۂ
چوں ترا نانے و خرقانے بود | ہر بن موئے تو سلطانے بود

(اگر تم سمندر کو ایک کوزہ میں بھرو گے تو اسمیں ایکدن کے خرچ کے برابر پانی آسکیگا تو جب تمھارے پاس ایک روٹی اور ایک لنگوٹی موجود ہے تو سمجھ لو کہ تم بادشاہ ہو)

چنانچہ اسی زمانہ کے ایک متمول یہودی کی حکایت ہے کہ وہ ایک روز اپنے خزانہ کو دیکھنے گیا جو زیر زمین بڑے مکان میں تھا اور وہ مکان گاہ گاہ کھلتا تھا اتفاق سے اس کو وہاں دیر لگ گئی اور کسی کو

[عہ] یعنی تندرستی کو بیماری سے پہلے اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت سمجھو

خبر تھی نہیں ملازموں نے دروازہ بند کر لیا اور وہ بہت بڑا مکان تھا اور دروازوں کا سلسلہ بڑی دور تک تھا اور یہ اتنی دور تھا کہ وہاں سے آواز باہر نہیں آسکتی تھی الغرض وہ یہودی وہاں جواہرات کے ڈھیروں میں بھوکا پیاسا مرگیا۔ اسوقت کوئی اس سے پوچھتا تو اسکے نزدیک ایک بسکٹ اور پانی کے گلاس کے سامنے سارا خزانہ ہیچ تھا۔ ایسی ہی حکایت ہے کہ کسی بھوکے کو ایک تھیلی ملی کھول کر دیکھا تو اشرفیاں پھینک کر زمین پر ماری اور افسوس کیا اور کہا کہ اگر یہ گیہوں کے دانے ہوتے تو کچھ کام آتے الغرض فراغ اور صحت اور ضروری سامان خرچ یہ بہت غنیمت چیزیں ہیں۔ یہ ہر وقت میسر نہیں آتیں۔ اس لئے اس کو غنیمت سمجھے۔ اس وقت کی فرصت کو ہاتھ سے نہ دے اور توبہ بہت جلدی کر لے۔ بعضے لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے ناز پر توبہ نہیں کرتے حالانکہ رحمت اور مغفرت کی خبریں اس لئے دی گئی ہیں کہ تائب کو یاس نہ ہو جیسا کہا گیا ہے ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

(تم جیسے بدکار بھی ہو اب توبہ کر لو۔ تم کافر سہی آگ اور بت کے پجاری سہی اب باز آجاؤ)

ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(ہمارا یہ دربار نا امید نہیں کیا کرتا۔ اجی سو بار توبہ ٹوٹ چکی ہو تب بھی جھجک اور شرم نکرو پھر توبہ کر لو)

اور جرأت اور دلیری کے واسطے نہیں کہ اور دلیر ہو کر گناہ کرو بلکہ احسان اور رحمت خداوندی کی اطلاع کا مقتضا یہ تھا کہ متاثر ہو کر اور بھی طاعت اور فرمانبرداری کرتے نہ کہ اور جرأت اور گستاخی اور نافرمانی کی جاوے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی کسی کیسا تھ احسان کرتا ہے تو وہ اور زیادہ محبت و اطاعت کرتا ہے نہ کہ مخالفت و سرکشی۔ رہا یہ اشکال کہ واقعی اسکا مقتضیٰ تو یہی تھا مگر ایک دوسرا مقتضیٰ کہ لذت ہے وہ غالب ہو گیا۔ چنانچہ گناہ میں ظاہر ہے کہ کیسا مزا اور لذت ہے اس کو چھوڑنا اس لئے مشکل ہے سو اگر ادراک صحیح ہو تو یہ اشکال بالکل ٹھیک نہیں کیونکہ گناہ میں جو لذت ہے اس کی مثال کھجلی جیسی ہے کہ خود اس میں کوئی لذت نہیں محض مرض کی وجہ سے لذت معلوم ہوتی ہے۔ پھر فوراً ہی سوزش پیدا ہوتی ہے سو یہ دراصل مرض ہے جیسا سانپ کے کاٹے ہوئے کو کڑوا بھی میٹھا معلوم ہونے لگتا ہے سو کسی عاقل کو ایسی لذت علاج سے مانع نہیں ہوتی۔ البتہ حقیقی لذت طاعت میں ہے چونکہ ان لوگوں نے ابھی اعمال آخرت اور پرہیزگاری اور طاعت کی لذت چکھی نہیں اس لئے گناہ اور نفسانی لذات انکو مرغوب معلوم ہوتے ہیں آخرت اور پرہیزگاری کی لذت حضرت ابراہیم ادہم سے پوچھئے کہ کس طرح اس کے پیچھے سلطنت کی لذت ترک کر دی حضرت عمر بن عبدالعزیز

نے اس لذت کے پیچھے لباس شاہانہ ترک کر کے غریبانہ کپڑوں پر اکتفا کی اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو سلطان سنجر نے ملک نیمروز دینا چاہا اس کے جواب میں یہ شعر تحریر فرمائے۔ ؎

چوں چترِ سنجری رخ بختم سیاہ باد — در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم

(بادشاہان سنجر کے سیاہ چتر کی طرح میرا منہ کالا ہو اگر مجھے ملک سنجر کی ذرا بھی ہوس ہو)

زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب — من ملک نیمروز بہ یک جو نمی خرم

(جب سے مجھے آدھی رات (کے تہجد۔ استغفار گریہ و زاری) کی دولت ملی ہے میں اب نیمروز کی سلطنت کو ایک دانہ جو کے بدلے بھی تو نہ لوں)

اور ؎ بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے — بہ از آنکہ چترِ شاہی ہمہ روز ہاؤ ہوئے

(اطمینان ہو اور اپنے حسین محبوب کا دیدار میسر ہو بس یہ بہتر ہے اس سے کہ بادشاہی ٹھاٹھ ملے اور ہر وقت کی فکر ہو)

؎ پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی — کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

(آج تیس برس کے بعد میری سمجھ میں یہ آیا کہ خدا کے دھیان میں ایک لمحہ بیٹھ لینا سلطنت سلیمانی سے بڑھ کر ہے)

چونکہ یہ لذات و تنعمات درحقیقت جان کے لئے عذاب ہیں چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں ولا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوٰۃ الدنیا الخ (ان کافروں کے مال اور اولاد کی کثرت پر آپ تعجب نہ کریں۔ اللہ میاں ان کو انھیں چیزوں سے دنیا میں عذاب میں ڈالنا چاہتے ہیں) اول تو ان چیزوں کا مرضی کے موافق حاصل ہونا غیر اختیاری اور اگر حاصل بھی ہو گئی تو ان سب مشغولی اور تعلق کی پریشانی اور بے آرامی یہ دوسرا عذاب حقیقت میں آرام تو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (بس صرف اللہ کی یاد سے دل کو چین ملتا ہے) یہ کلفتیں تو گناہ میں انفسی ہیں اور بعض کلفتیں آفاقی بھی مرتب ہوتی ہیں چنانچہ ان نافرمانیوں کی بدولت طرح طرح کی بیماریاں طاعون وغیرہ وبائی امراض آپس کی نااتفاقیاں وغیرہ ظہور میں آتی ہیں اور ان بیماریوں کے ظاہر اسباب گو کچھ امور طبعیہ ہوں مگر ذنوب ان کے اسباب حقیقیہ اور اصلیہ ہیں اور دونوں میں تعارض نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ سزا تو ہو گناہ کی وجہ سے مگر ظہور اس سزا کا اسباب طبعیہ کے ذریعہ سے ہوا ہو۔ اور چونکہ لوگ ذنوب کو ان امراض کا سبب نہیں قرار دیتے صرف طبی علاج کرتے ہیں اور اصل علاج کہ استغفار ہے وہ نہیں کرتے وہ بھی کرنا چاہیئے ؎

چند خوانی حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

صحتِ ایں حس بجوئید از طبیب — صحت آں حس بجوئید از حبیب

صحت ایں حس ز معموریٔ تن — صحت آں حس ز تخریب بدن

(یونان کی حکمت کب تک پڑھو گے۔ ایمان کی حکمت بھی تو پڑھو۔ (بدن کے) ان حواس کا علاج طبیب سے کراؤ لیکن اس حاسئہ (ایمان) کی صحت حاصل کرنے کسی حبیب ولی کے پاس جاؤ۔ ان حواس کی صحت تو بدن کو درست رکھنے سے ہوتی ہے لیکن اس حاسئہ ایمان کی صحت تو بدن کو خراب کر دینے ہی سے ملتی ہے)

اور ذنوب سے مصائب کا آنا نصوص سے ثابت ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ایک بزرگ گھوڑے پر سوار تھے وہ شوخی کرنے لگا فرمانے لگے ہم سے آج کوئی گناہ ہوگیا ہے اس کی وجہ سے یہ ہماری نافرمانی کرتا ہے ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

(تم بھی خدا کے حکم سے منہ نہ موڑو تاکہ تمہارے حکم سے بھی کوئی چیز منہ نہ موڑ سکے)

؎ ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید
ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

(جو خدا سے ڈرا اور گناہوں سے بچا۔ اس سے انسان اور جنات اور جتنے بھی اُسے دیکھیں گے سب ڈریں گے)

اسکے مناسب جناب پیر و مرشد حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کی حکایت ہے کہ ایک دفعہ پیران کلیر سے واپس ہوتے ہوئے سہارنپور تشریف لائے لوگوں نے آپ کو ایک ایسے مکان میں اتروایا کہ وہاں ایک جن نے سخت آزار پہونچا رکھا تھا حتیٰ کہ وہ مکان بالکل معطل چھوڑ دیا گیا تھا جب حضرت رات کو اُٹھے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک آدمی آیا اور سلام کیا اور مصافحہ کرکے بیٹھ گیا۔ حضرت نے تعجب سے پوچھا تم کون ہو کیونکہ مکان بند تھا اس نے عرض کیا میں ایک جن ہوں اور میری ہی وجہ سے یہ مکان خالی پڑا ہے حضرت حاجی صاحب نے فرمایا تم کو خدا کا خوف نہیں کہ لوگوں کو تکلیف دیتے ہو اُس نے عہد کیا کہ میں اب تکلیف نہ دوں گا اس کے بعد وہ جن اس مکان سے چلا گیا اور وہ مکان آباد ہوگیا تو یہ اثر جن پر حضرت کی طاعت ہی کا تھا۔ سیر کی ایک روایت ہے کہ حضرت عمرو ابن العاص نے جب مصر فتح کیا تو ایک بار دریائے نیل خشک ہوگیا لوگوں نے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کبھی پہلے بھی ایسا ہوا ہے اور لوگ ایسے وقت میں کیا کرتے ہیں عرض کیا کہ یہاں پر یہ رسم ہے کہ جب دریائے نیل خشک ہو جاتا ہے تو لوگ ایک کنواری لڑکی کو بناؤ سنگار کرکے اس میں ڈال دیتے ہیں دریائے نیل پھر جوش مار کر جاری ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا ایسا کبھی نہ ہوگا اور یہ سب مضمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک رقعہ دریائے نیل کے نام لکھ کر بھیجا جس کا یہ مضمون تھا کہ اگر تو اپنی خوشی سے چلتا ہے تو ہم کو تیری حاجت نہیں اللہ تعالیٰ کفیل رزق ہے اور اگر خدا کے حکم سے چلتا ہے تو شیطان کے تصرف سے کیوں بند ہوتا ہے اُس کے ڈالتے ہی دریا کو جوش ہوا اور

ہمیشہ کے لئے جاری ہوگیا اور وہ بدرسم موقوف ہوگئی۔ یہ برکت صرف اطاعت کی ہے۔ حقیقت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے اس کے لئے سب باتیں آسان ہوجاتی ہیں۔ غرض طاعت کا سبب راحت اور معصیت کا سبب کلفت ہونا ثابت ہوگیا آجکل اول تو گناہ کو مصیبت کا سبب ہی نہیں سمجھتے اور اگر کوئی سمجھا بھی ہے تو اپنے گناہ کو سبب نہیں سمجھتا دوسرے کے گناہ کو سمجھتا ہے۔ چنانچہ ایسے مواقع پر اپنے گناہ کو نہیں دیکھتے پہلے بزرگوں کی حالت اس کے عکس تھی حضرت ذوالنون مصری سے لوگوں نے درخواست کی کہ حضرت بارش نہیں ہوتی فرمایا کہ میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں شاید بارش میری وجہ سے نہیں ہوتی میں یہاں سے چلا جاتا ہوں اس کے بعد چلے گئے اور بارش بھی ہوئی پس ہم لوگوں کو اپنے گناہوں پر نظر کرنا چاہئے مگر آجکل بجائے گناہ کے اپنی خوبیوں پر نظر ہوتی ہے حالانکہ وہ خوبیاں ہی کیا ہیں اور اس کی خبر نہیں کہ ہمارے ناقص اعمال درگاہ خداوندی کے قابل ہرگز نہیں ہوسکتے ہیں تو بس یہ سب محض دعویٰ اور پندار ہے ؎

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے — حاصل خواجہ بجز پندار نیست

(میاں سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ جمع بھی ہے حالانکہ میاں کی جمع صرف غرور ہے)

؎ از دست و زبان کہ بر آید — کز عہدۂ شکرش بدر آید

(نہ کوئی اپنے ہاتھ سے خدا کے شکر کا پورا حق ادا کر سکتا ہے نہ اپنی زبان سے)

؎ منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی — منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

(تم احسان نہ جتاؤ کہ بادشاہ کی خدمت کر رہے ہو۔ یہ احسان اسی کا ہے کہ تمھیں نوکر رکھ لیا)

یہ لوگ اپنے جن اعمال خیر پر نازاں ہوتے ہیں وہ خیر صرف ان کے گمان ہی کے موافق ہیں ورنہ حقیقت میں بوجہ خلاف طریق اور بے ضابطہ ہونے کے وہ قابل قبول بھی نہیں۔ مثال کے طور پر یاد آیا کہ ایک شخص بیطور پر مجھ کو پنکھا جھلنے لگے مجھ کو ناگوار ہوا وہ صاحب تو سمجھتے ہوں گے کہ ہم خدمت کر رہے ہیں اور آرام دے رہے ہیں مگر یہاں اس کے خلاف کلفت و کدورت ہو رہی ہے اور بعض لوگ اپنے ہی گناہوں کو سبب مصائب کا سمجھ کر طاعت و استغفار میں مشغول ہوتے ہیں مگر اس استغفار اور عبادت میں ابتدا سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب یہ مراد حاصل ہوجائے گی تو اس کو چھوڑ دیں گے مثلاً طاعون کے زمانے میں نماز پڑھتے ہیں مگر اس کے ختم کے ساتھ ہی اس کو بھی چھوڑ دیتے ہیں یہ تو بالکل دھوکہ کی صورت ہوگئی ؎

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند — حق را بہ سجودے و نبی را بہ درودے

(کبھی اس قوم کی طرح تم نہ بنجانا جو خدا کو ایک نماز پڑھ کر اور نبی کو کچھ درود پڑھ کر دھوکہ دینا چاہتے ہیں)

اسی باب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان کو تکلیف پہونچتی ہے تو دعانا لجنبہ او قاعدًا او قائمًا (ہمیں کھڑے بیٹھے پکارتا ہے) اور جب اسکی تکلیف جاتی رہتی ہے تو اسکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ کان لم یدعنا الیٰ ضرّ مسّہ (جیسے ہمیں کسی دکھ میں کبھی پکارا ہی نہیں تھا) یہ اسکی رحمت و عنایت ہے کہ باوجود اتنی خطاؤں اور شوخیوں اور گستاخیوں کے روزی و عافیت ویسی ہی برقرار رکھتے ہیں ؎

خدائے راست مسلّم بزرگواری و حلم ۔۔۔ کہ جرم بیند و ناں برقرار می دارد

(بڑائی اور تحمل تو بس صرف خدا ہی کرتا ہے کہ بندوں کے گناہ بھی دیکھتا ہے مگر روٹی بند نہیں کرتا)

لیکن فی نفسہ گناہ کا مقتضا کلفت ہی ہے فی الحال بھی ۔ فی المآل بھی تو ایسی چیزیں لذت ہی کیا ہوئی تو وہ اشکال رفع ہوگیا اور کوئی عذر گناہ کرنے کا معقول نہ رہا اور ثابت ہوگیا کہ گناہ ہلکا سمجھنے کی چیز نہیں نہ اعتقادًا کہ کفر ہے اور نہ عملاً و حالاً کہ خلاف دین اور خلاف عقل ہے ۔ حدیث میں ہے کہ مومن گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو کہ وہ گرا چاہتا ہے اس لئے اس سے بچتا ہے اور ڈرتا ہے اور منافق گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ایک مکھی آکر بیٹھی اور اسکو ہاتھ سے اڑا دیا اس لئے بیدھڑک گناہ کرتا ہے اور ڈرتا نہیں ۔ گناہ کا خوفناک ہونا تو بیان ہو چکا اب اس کے تدارک کے لئے ایک طریقہ بیان کیا جاتا ہے جس سے توبہ کرنے کا طریقہ معلوم ہو اور گناہ سے خوف ہو وہ طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک وقت مقرر کرکے اس میں ان مضامین کا مراقبہ کرے اور پھر نفس سے محاسبہ کرے چنانچہ اول گناہ کے مفاسد اور مضار (نقصان) کو سوچے اور پھر اس کے اوپر جو عذاب ہونے والا ہے اس کا خیال کرے پھر یہ دیکھے کہ میں کس کی نافرمانی کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچے اور پھر اپنے معاملہ کو سوچے جو اللہ تعالیٰ سے کر رہا ہے پھر نفس سے خطاب کرکے اسکو تنبیہ اور تہدید (ڈرانے) کرے اس کے بعد موت اور ما بعد الموت کے تمام امور کو سوچے اس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ دنیا کی محبت کم ہوگی جو سبب اکثری ہے گناہوں کا ۔ حدیث شریف میں ہے اکثروا ذکر ھاذم اللذات (موت کا ذکر اکثر کرتے رہا کرو) مراقبہ کے لئے یہ اشعار نہایت مناسب ہیں ؎

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے ۔۔۔ خوب ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی ۔۔۔ اسطرف آواز طبل اودھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہے مئے گلگوں کا دور ۔۔۔ شب ہوئی تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے ۔۔۔ چل دکھاؤں ۔ تو؛ تو قید آز کا محبوس ہے

لیگئی یکبارگی گورغریباں کی طرف | جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے | یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج | کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

اس مراقبہ کے بعد دنیا کی بھی محبت کم ہوگی اور توبہ بھی نصیب ہوگی اور مرض گناہ کا بفضلہ تعالیٰ دور ہو جائیگا سبحان اللہ شریعت نے کیا علاج تجویز فرمایا ہے اگر امر تکوینی سے بمتلائے مرض ہوا تھا تو امر تشریعی سے صحت یاب ہوا ؎

درد از یار است و درماں نیز ہم | دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

(درد بھی وہ خدا ہی دیتا ہے اور دوا بھی وہی دیتا ہے۔ اسپر دل بھی فدا اور جان بھی)

تمت

مکتبۂ جامی واخوانہ کی مطبوعات

۱۔ مناجات مقبول کریمی ۱۲/
۲۔ معمولات نبوی مکمل ... ... عصہ/
۳۔ وصیۃ الاحسان حصہ اول ۱۱/
۴۔ تحفۃ السالکین ۱۰/
۵۔ فوائد النصیحۃ ۱۲/
۶۔ مناظر خودی ۲/
۷۔ شرف المکالمہ مواعظ اشرفیہ ۴۰/
۸۔ الرحمۃ علی الامہ " ۹۰/
۹۔ مہمات الدعا ہر دو حصہ ۴/
۱۰۔ شفاء العی ۴۰/
۱۱۔ شرط الایمان ۳/
۱۲۔ غوائل الغضب ۵/
۱۳۔ الحج المبرور ۶/
۱۴۔ پارہ عم مترجم ۷/
۱۵۔ سنسار گرو (سیرت رسول بزبان ہندی) ۱۰/
۱۶۔ علم القرآن ۷/
۱۷۔ آداب المساجد ۱/
۱۸۔ سیرۃ الصوفی ۳/